www.KitaboSunnat.com

مولانا ثناء اللہ صاحب بلتستانی تلخیص واضافہ: ادارہ

قسط نمبر ۱

رحلۂ علم

لغوی تشریح

لفظِ "رحلت" رَحِلَ۔ یَرْحَلُ رَحْلاً۔ تَرْحَالاً۔ رِحْلَةً۔ تَرَحِیْلاً سے ہے جس کا مادہ ر، ح، ل یعنی رحل ہے جس کے معنے سفر اور کوچ کرنے کے ہیں، جب اس کا صلہ "عن" آئے تو معنی کسی جگہ سے روانہ ہونے، کوچ کرنے، چلے جانے، ترکِ وطن کرنے، ہجرت کرنے اور نقل مکانی کے ہوتے ہیں۔[1] ہمارے ہاں اس لفظ "رحلت" کا استعمال عموماً "موت" کے معنی میں ہوتا ہے، یعنے دنیا سے آخرت کی طرف کوچ کرنا۔ اردو میں اس لفظ کا خاص معنی میں استعمال دوسرے بہت سے عربی الفاظ کی مانند ہے۔ مثلاً "انتقال" عربی میں صرف "ایک حالت سے دوسری حالت میں جانے" کے لیے ہے لیکن اردو میں موت کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ اسی طرح لفظ "وفات" عربی میں "پورے ادا کرنے" کے معنی میں ہے لیکن اردو اور فارسی میں "جاں بحق آفرین" کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔

اصطلاحی معنی

محدثین کی اصطلاح میں لفظِ "رحلت" رحلۂ علم کے معنی میں استعمال ہوتا ہے اور وہ اس سے وہ سفر مراد لیتے ہیں جو حصولِ علم کی خاطر کیا جائے۔ ان کے ہاں سند عالی کی تلاش، علمی مقامات کی جستجو اور علوم و فنون کی طلب کے لیے سب سفر "رحلت" ہیں۔ وہ "رُحلہ" اس عالم ربانی کو کہتے ہیں جس کے پاس

[1] ملاحظہ ہو المعجم الاعظم ج ۔ منتہی الارب۔ اساس البلاغہ۔ المصباح المنیر۔ مصباح اللغات وغیرہ۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اخذِ علم کے لیے اطراف اکناف سے علم کے پیاسے حاضر ہوں۔

رحلۃ کا مقام

لفظِ "رحلت" میں ایک عالم کی عجیب و غریب داستانیں، دل سوز حکایتیں اور نصیحت آموز لعل وگوہر پنہاں ہیں، گویا اس میں اسلامی تاریخ کا ایک عظیم باب مضمر ہے۔ یہ لفظ بذاتِ خود کوئی باعث کشش و برکت نہیں لیکن اس کا جلال و جمال، تقدس و توقیر اس مبارک گروہِ محدثین کے مقدس مشن کا رہینِ منت ہے جن کی وجہ سے یہ مقبولِ خلائق ہوا۔

بدو گفتم گِلِ ناچیزے بودم ولیکن مدتے با گل نشستم

خیر القرون اور ان کے مابعد اسلامی ترقی و کمال کے ادوار میں علوم دینیہ سے عام مسلمانوں کو خاص شغف تھا۔ ان کا حصولِ علم کے لیے ولولہ و شغف، اس سے دلچسپی بلکہ شیفتگی جنون کی حد تک پہنچی ہوئی تھی۔ کیا حاکم اور کیا محکوم! کیا ادنیٰ اور کیا اعلیٰ سب امیر و غریب اپنی علمی پیاس بجھانے کے لیے علاقوں کے علاقے چھان مارتے۔ کتنی بھی دور انہیں کسی چیز کے مل جانے کی امید ہوتی جا پہنچتے اور اس سلسلہ میں بڑے سے بڑے مصائب و مشکلات کو خندہ پیشانی سے قبول کرتے۔ اس دور میں یہ مقولے زبان زد عام تھے

کلمة الحکمة ضالة المؤمن اینما وجدها فھو احق بھا

علم و حکمت کی بات مومن کی گم شدہ متاع ہے جہاں اسے پائے پکڑ لیتا ہے۔

لوگوں کے اسی شوق و ذوق کو دیکھتے ہوئے بعض ناعاقبت اندیش لوگوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نسبت کرکے "اطلبوا العلم ولو بالصین" (علم حاصل کرو خواہ چین میں ہو۔) جیسے مقولے بھی مشہور کر دیئے۔ غرض اس ظرف میں تشنگانِ علم و ہدایت کے لیے آبِ شفاف اور تریاقِ عراق موجود ہے۔ اس کی جتنی بھی تاریخ دیکھیں اتنے ہی عجیب و غریب انکشافات ہوتے ہیں۔ خدا غریقِ رحمت کرے۔ ان بزرگانِ دین و ملت کو جن کے بلند گفتار و کردار اور ولولہ و شوق سے سفر جیسا کٹھن امر جس کے متعلق کہا جاتا ہے السفر سقر ولو کان میلا مرجع الخلائق بنا۔

یہ تو ان لوگوں کا حال تھا جو علوم نبوت کی تلاش میں سرگرداں ہوتے لیکن خود وہ انبیاء جن کے علم

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ورشد کے یہ لوگ وارث ہوئے، بھی تلاش علم میں حکم ربانی سے دور دراز کے سفر کرتے رہے گویا یہ رحلۂ علم اسوۂ انبیاء بھی ہے۔ اس سے اس لفظ کی شان اور اس سفر کا مقام کتنا بلند ہو جاتا ہے اور ہمارے لیے دستور العمل کا ایک زریں باب کھولتا ہے ـــــ مگر افسوس!! اس غربتِ اسلام کے زمانہ میں جہاں اس لفظ کے اندر کوئی چاشنی نہیں رہی وہاں سفر علم کے لیے مسلمانوں میں کوئی حرکت نہیں رہی جس کا نتیجہ دن بدن مسلمانوں کی پستی وادبار ہے۔ اسی کے نتیجہ میں آج مسلمان ہر جگہ اپنی سیادت و قیادت سے محروم ہوتے جا رہے ہیں۔

رحلہ انبیائے کرام

۱۔ رحلہ انبیاء کے سلسلہ میں سب سے پہلے میں ابو الانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ذکر کرتا ہوں، جن کو اللہ تعالیٰ نے پہلے تو ایک چٹان پر کھڑا کر کے زمین و آسمان کی بادشاہی کی سیر کرائی جو گویا ایک خاص طویل ذہنی سفر ہے جس کو قرآن مجید نے یوں بیان کیا ہے:۔

وَكَذٰلِكَ نُرِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلِيَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِيْنَ ○ (الانعام: ۷۶ تا ۷۹)

ہم ابراہیم کو زمین و آسمانوں کی بادشاہی دکھاتے رہے تاکہ وہ یقین کرنے والوں سے ہو جائے ـــــ

پھر خانہ کعبہ کی تعمیر اور احکام حج سکھانے کے لیے ابراہیم اور ان کی ام الولد حضرت ہاجرہ کو بمع لخت جگر اسماعیل کے دور دراز کا سفر کرایا۔ اس طرح سے اقامت دین کے لیے ہجرت ہوئی پھر وہاں جب ابراہیم اور حضرت اسماعیل اللہ کے گھر کی تعمیر مکمل کر چکے تو دونوں نے اللہ سے مناسک حج سیکھنے کی درخواست کی۔ جس کو قرآن مجید وَاَرِنَا مَنَاسِكَنَا (اے اللہ ہمیں احکام حج سکھا) کے الفاظ سے بیان کرتا ہے۔ انہی کی عملی تعلیم کے لیے پھرا نہیں کم از کم سترہ اٹھارہ میل کا سفر کرنا پڑا۔ کیونکہ حج کے لیے مقاماتِ حج کے درمیان اتنا فاصلہ طے کرنا ہی پڑتا ہے۔

۲۔ حضرت ابراہیمؑ کے بعد بنی اسرائیل کے جلیل القدر نبی حضرت موسیٰؑ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے پہلے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تو بظاہر فرعون سے نجات اور جان کے خوف کی وجہ سے لمبا چوڑا سفر کرایا جو درحقیقت نبوت کے حصول کا سفر تھا اور اسی کے نتیجہ میں مدین سے واپسی پر راستہ میں پہاڑ طور پر نبوت ملی پھر ان سے حصولِ علم کے قصد و ارادہ سے دوبارہ سفر کرایا اور طور پر بلا کر کتاب شریعت "تورات" عطا فرمائی۔ اس موقع پر آپ کے ساتھ ستر ساتھیوں نے بھی سفر کیا جس کا ذکر قرآن مجید میں تفصیل سے موجود ہے[1]

پھر جب موسےٰ کی زبان سے ایسے کلمے نکل گئے جو اللہ کو پسند نہ تھے تو علمی تربیت کے لیے بحرین تک کا سفر کرایا جس میں آپ کی ملاقات اللہ کے بندے خضر سے ہوئی۔ اس موقع پر آپ کے ساتھ، یوشع بن نون بھی تھے۔ اس سفر میں اگرچہ بالآخر آپ کو خضر نے ان حیران کن افعال کے اسباب بھی بتا دیے جن پر آپ صبر و سکوت نہ اختیار کر سکے لیکن اس سفر میں علمی اضافہ سے زیادہ عملی تربیت ہوئی جس سے آپ کے جوش و خروش میں اعتدال پیدا ہوا جیسا کہ حدیث میں آیا ہے کہ آپ جابر نبی تھے۔ اسی جوشِ طبع کی بنا پر آپ سے قبل از نبوت ایک قبطی بھی قتل ہو گیا تھا[2] اس طرح سے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کا تزکیۂ نفس کیا تاکہ یہ تزکیہ منصب نبوت کو جلا بخشے[3]

۳۔ حضرت ابراہیم اور حضرت موسےٰ کے ذکر کے بعد میں سید المرسلین امام المتقین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رحلاتِ علم کا ذکر کرتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جس طرح حضرت ابراہیم اور حضرت موسےٰ دونوں کے صفات و کمالات کا مجموعہ تھے اسی طرح آپ نے دونوں طرح

---

[1] ملاحظہ ہو سورۃ الاعراف رکوع ۱۷ تا ۱۹

[2] اس کا ذکر قرآن مجید میں بھی ہے۔ سورۃ القصص۔ رکوع ۲

[3] حضرت موسےٰ اور اللہ کے بندے خضر کی ملاقات اور دونوں کا سفر قرآن مجید نے تفصیلاً بیان کیا ہے۔ ملاحظہ ہو سورۃ الکہف از آیت ۶۰ تا ۸۲ ——— اس کے بعد اللہ تعالےٰ نے ایک بادشاہ ذوالقرنین سکندر کو مشرق سے مغرب تک کا سفر کرانے کا ذکر کیا ہے جس سے بے شمار علمی فوائد حاصل ہوئے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے وہ علمی سفر کیے جن میں کا ہر ایک الگ الگ ابراہیم اور موسٰے نے کیا تھا۔ یعنی ایک حضرت ابراہیم کی ہجرت اور دوسرا حضرت موسٰے کا اللہ تعالیٰ سے ملاقات کے لیے کوہ طور کا سفر جس میں آپ نے بالمشافہ اللہ سے کلام کی۔ چنانچہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دادا حضرت ابراہیم (نیز اپنے والد حضرت اسماعیل) کے اسوہ کے طور پر مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کی[۲] اسی طرح اللہ تعالیٰ نے موسٰے کی طرح اپنے حبیبؐ کو بھی ملاقات کے لیے معراج پر بلایا اور بالمشافہ شرفِ کلام بخشا اور عماد الدین نماز ودلیعت فرمائی۔ (باقی آئندہ)

---

[۱] واضح رہے کہ جس حدیث میں موسٰے کی سختی کا ذکر آیا ہے۔ اس میں حضرت ابراہیم کی نرم دلی کا بھی ذکر ہے کہ آپ کے باپ نے سنگسار کرنے کی دھمکیاں دیں، لیکن آپ جواب میں اللہ سے بخشش کی دعائیں کرنے کا وعدہ فرماتے رہے۔ جس کا ذکر قرآنِ مجید نے بھی کیا ہے:۔

قَالَ سَلٰمٌ عَلَيْكَ ۚ سَاَسْتَغْفِرُ لَكَ رَبِّيْ ۭ اِنَّهٗ كَانَ بِيْ حَفِيًّا

یعنی باپ کی دھمکیوں کے جواب میں فرماتے رہے:۔

"اے باپ! تجھ پر سلامتی ہو۔ میں تیرے لیے اپنے رب سے بخشش کی دعا کروں گا۔ کیونکہ میرا رب مجھ سے بہت شفیق ہے۔

[۲] اپنی ہجرت گاہ کو ابراہیم نے حرم ٹھہرایا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم ربی سے مدینہ کو حرم ٹھہرایا ——————

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ